سومناتھ کا مندر اسلامی تاریخوں میں

از

جناب سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم اے
(لکچرر آرٹس اینڈ سائنس کالج گلبرگہ)

[نصر اللہ فلسفی جامعہ تہران میں تاریخ قبل اسلام کے پروفیسر ہیں۔ کئی ادبی رسالوں کے اڈیٹر رہ چکے ہیں، اور بہت سی کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے ہیں عہد حاضر کے ایرانی ادیبوں میں ان کا مقام کافی اونچا ہے۔ ذیل کا مضمون ان کی ایک فارسی کتاب "فتح سومنات" سے ماخوذ ہے۔]

اکثر اسلامی مورخوں کا خیال تھا کہ سومناتھ کا بت "اوس" اور "خزرج" قبیلوں کا وہی بت "منات" ہے جو بنی ثقیف کے بت "لات"، اور بنی قریش اور بنی کنانہ کے بت "عزیٰ" اور دوسرے بتوں کے ساتھ کعبہ کے بت خانہ میں رکھا ہوا تھا۔ رسول اکرم صلعم نے ان بتوں کو توڑ دیا تو بت پرست منات کو کسی نہ کسی طرح اس بت خانے سے اڑا لے گئے، اور اسے سمندر کے راستے جزیرہ نمائے گجرات کے ساحل پر پہنچا دیا جہاں ایک مدت سے بت پرست بستے چلے آرہے تھے۔ یہاں اس کے لئے ایک بت خانہ بنایا گیا اور اس پتھر کو رنگ برنگ کے ہیروں سے سجایا گیا۔ پھر یہ مشہور کر دیا گیا کہ یہ پتھر آپ سمندر سے نکلا ہے۔ اس کا نام ان لوگوں نے "سومنات" رکھا جس کے اندر اس کا اصلی نام "منات" چھپا ہوا تھا۔

ان سب باتوں کے سوا چونکہ منات کی شکل انسان جیسی تھی، اس لئے اسلامی مورخوں کو خیال ہوا کہ سومناتھ کا بت بھی آدمی کی صورت کا بنایا گیا تھا۔

یہ سب باتیں اصلیت سے خالی ہیں۔ ابوریحان بیرونی[1] نے سلطان محمود کے عہد میں خاص طور پر ہندوؤں کے دینی عقائد پر گہری تحقیق کی ہے اور ہندوستان سے متعلق بڑی گراں بہا اور جامع کتاب "کتاب الہند" کے نام سے لکھی ہے۔ بیرونی نے سومناتھ کے بُت کے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس بت سے متعلق اوپر اسلامی مورخوں کے جو تصورات بیان کئے گئے ہیں ان کی بے حقیقتی کو آشکار کر دیتی ہیں۔

ابن اثیر نے بھی اپنی کتاب کامل التواریخ میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کے بیان کو ہم آگے نقل کر رہے ہیں۔ اس بیان سے بھی ابوریحان بیرونی کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ سب سے بڑھ کر تعجب اس کا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کی لشکر کشی کے زمانہ میں اس کے ہمراہی بھی اس بت کے بارے میں وہی عقائد رکھتے تھے۔ سلطان محمود کے دربار کا مشہور شاعر فرخی جو محمود کے ساتھ سومناتھ گیا تھا، اور اس نے اپنی آنکھوں سے سومناتھ کا اندر دیکھا تھا، سومناتھ کے بت کو کعبہ کا منات نامی بت بتاتا ہے۔

ابوریحان بیرونی کا بیان سومناتھ کے بارے میں بیرونی لکھتا ہے کہ یہ لفظ دو کلموں یعنی "سوم" اور "ناتھ" سے مرکب ہے "سوم" کے معنی ہیں "چاند" اور "ناتھ" کے معنی ہیں آقا، مالک۔ اس طرح سومناتھ کے معنی ہوئے "چاند کا آقا"۔ اس نام کی وجہ تسمیہ کے ذیل میں بیرونی نے ہندو دیومالا کی یہ کہانی نقل کی ہے:

"کہتے ہیں کہ چاند پرجاپت کی بیٹیوں کے گھر رہا کرتا تھا۔ جن سے اس نے شادی کر لی تھی۔ ان میں سے وہ روہنی پر سب سے زیادہ ریجھا ہوا تھا۔ اس پر دوسری بیٹیوں نے باپ کے پاس اس کی شکایت کی۔ پرجاپت نے چاند کو نصیحت کی کہ وہ اس کی سب بیٹیوں سے ایک سا سلوک کرے۔ لیکن چاند نے پرجاپت کی بات نہ مانی۔ اس پر پرجاپت نے اسے بددعا دی۔ اور چاند کا چہرہ کالا ہو گیا۔ چاند اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوا اور توبہ کرنے لگا۔ پرجاپت نے یہ دیکھ کر چاند سے کہا کہ میں اپنی بددعا تو واپس نہیں لے سکتا، لیکن

---

[1] ابوریحان محمد بن احمد البیرونی (ولادت ستمبر ۹۷۳ء، وفات ۱۳ دسمبر ۱۰۴۸ء) فلسفی اور ریاضی داں اور مشہور اسلامی مورخ

تیری رسوائی کو ہر مہینے آدھے مہینے تک چھپائے رکھا جا سکتا ہے۔ چاند نے پوچھا کہ جو گناہ مجھ سے سرزد ہو چکا ہے اس کا کفارہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ کہا کہ اس طرح کہ مہادیو کا لنگ بناؤ، اور اس کی پرستش کرو۔ چاند نے ایسا ہی کیا اور سومناتھ کا پتھر وہی مہادیو کا لنگ ہے۔"

لنگ یا لنگا کے معنی سنسکرت زبان میں مرد کے عضوِ تناسل کے ہیں۔ بیرونی نے اپنی سنی سنائی باتوں کے تحت مہادیو کے لنگ کے بارے میں جو چاند کا معبود قرار پایا تھا، لکھا ہے کہ "ایک روز ایک رشی نے مہادیو کو اپنی بیوی کے ساتھ تنہا دیکھا اور مہادیو سے بدگمان ہو گیا۔ رشی نے مہادیو کو بددعا دی۔ اس پر مہادیو کا عضوِ تناسل اس سے الگ ہو گیا۔ بعد میں جب رشی کو مہادیو کی بے گناہی کا یقین ہو گیا تو اس نے مہادیو سے کہا کہ میری بددعا کی وجہ سے تیرا عضو تناسل تجھ سے الگ ہو گیا، اس کا بدل اب یوں کروں گا کہ اسی تیرے عضوِ تناسل کو مخلوق کا معبود قرار دوں گا، تاکہ لوگ اس کے ذریعہ توسل اور تقرب حاصل کریں۔

لنگ کی بناوٹ کے بارے میں بیرونی نے وراہ مہار[1] کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ

"ایک بے عیب پتھر لیں۔ اس کا بڑا چھوٹا ہونا اپنی مرضی پر ہے۔ اس پتھر کو تین حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کے ایک تہائی نچلے حصے کو مکعب مستطیل کی شکل کا بنائیں۔ درمیانی ایک تہائی کو ہشت پہل بنائیں، اور اوپر کے ایک تہائی کو گول اور صاف گھڑیں، اس طرح کہ لنگ کا سر بن جائے۔ بت کو نصب کرتے وقت ایک تہائی مکعب مستطیل کو زمین کے اندر گاڑ دیں۔ ایک تہائی درمیانی حصہ کے لئے پوشاک بنائیں جسے ہندو "پنڈ" کہتے ہیں۔ اس پوشاک کے بیرونی حصے کے چار پہلو ہونے چاہئیں تاکہ نیچے کے ایک تہائی مکعب مستطیل حصہ پر جو زیر زمین ہے منطبق ہو جائے۔ ایک تہائی مدور حصہ کو اس پوشاک سے باہر نکال لیں۔"

ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ میں اس بت کا حال کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔ اس نے بت کی لمبائی

---

[1] وراہ مہار قدیم ہندوستان کا بہت بڑا عالم ہوا ہے اور اس نے ہندوؤں کے مذہبی عقائد اور احکام نجوم پر کتاب لکھی ہے۔

پانچ ذرع (ایک ذرع تقریباً ایک گز کے برابر ہوتا تھا) لکھی ہے اور یہ بات خاص طور پر لکھی ہے کہ سومناتھ کے بت کا مدور حصہ جو زمین سے اوپر تھا تین ذرع تھا اور باقی دو ذرع حصہ جس کی کوئی خاص شکل نہ تھی، زمین کے اندر تھا۔

اس کے بعد بیرونی نے اس بت کے بارے میں ہندوؤں کے عقائد لکھے ہیں اور کتاب وراہ مہارا کے حوالے سے لکھا ہے کہ "اگر کہیں بت کے ایک تہائی مدور حصے کو چھوٹا یا باریک بنائیں تو موجب فساد ہوگا اور اس علاقے کے لوگوں پر جہاں کہ بت بنایا گیا ہے مصیبت نازل ہوگی اور اگر کہیں بت کو جتنا زمین کے اندر رکھنا ہے اتنا نہ رکھا گیا یا وہ سطح زمین سے اوپر ہوگیا تو اس سرزمین کے لوگ مختلف امراض میں مبتلا ہوں گے۔ اگر بت کے بناتے وقت اس پر میخ ماری جائے تو اس سے اس قوم کا حاکم اور بڑے لوگ مرجائیں گے۔ اگر کہیں اس کو اٹھاتے بٹھاتے وقت بت کے مار لگ جائے اور اس مار سے بت کو نقصان پہنچے تو اس کا بنانے والا ہلاک ہوجائے گا اور طرح طرح کی وبائیں اس سرزمین میں پھیل جائیں گی۔"

اس کے بعد بیرونی لکھتا ہے کہ "اس طرح کے بت سندھ کے جنوب مغربی شہروں میں ہندوؤں کے گھروں میں زیادہ دکھائی دیتے ہیں[1] لیکن ان میں سب سے بڑا اور مشہور ترین سومناتھ کا بت ہے۔ اس کا مندر سندھ کے مغربی ساحل پر تین میل لمبا دریائے سرسوتی کے دہانے پر بنایا گیا ہے۔ چاند کے طلوع اور غروب کے وقت مد کی وجہ سے سمندر کا پانی مندر کے اندر آجاتا ہے اور بت پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ جب چاند نصف النہار یا نصف اللیل پر پہنچ جاتا تو پانی اتر جاتا اور بت پھر نمایاں ہوجاتا۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ چاند اس طرح بت کو غسل دے کر اس کی پرستش میں مشغول ہوتا ہے۔ سومناتھ کی شہرت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بحری سفر کرنے والے مسافر اور جہاز جو آفریقہ اور چین کے درمیان

---

[1] حال میں سندھ کے ماقبل تاریخ شہر مہنجو دارو کی کھدائیوں میں لنگ کی صورت کے پتھر نکلے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے لنگ کی پرستش بہت قدیم زمانے سے مغربی ہند میں عام تھی۔

آتے جاتے تھے، یہاں لنگر انداز ہوتے تھے۔

سومناتھ کا مندر: تمام مورخین ہند کا کہنا ہے کہ جس زمانے میں سلطان محمود نے سومناتھ کا قصد کیا ہے، سومناتھ کے مندر کو بنے چار ہزار سال ہو چکے تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ سومناتھ کے بت کے کان میں تیس حلقے تھے۔ سلطان محمود نے جب ان حلقوں کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا کہ ہر حلقہ ایک ہزار سال کی عبادت کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے حملہ کے وقت سومناتھ کے مندر کو بنے تیس ہزار سال ہو چکے تھے، اور یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں۔ خود ہندوؤں کا خیال تھا کہ ان کے ہادی سری کرشن جی یہیں پیدا اور یہیں روپوش ہوئے ہیں۔

سومناتھ کا مندر بہت بڑا اور نہایت عالی شان تھا۔ اسے سمندر کے کنارے اس طرح بنایا گیا تھا کہ مد کے وقت سمندر کا پانی اس کے ایک حصہ کی دیواروں کے اندر آجاتا تھا مندر کی بنیاد پتھر کی بڑی بڑی سلوں پر رکھی گئی تھی۔ اور اس کی چھت (۵۶) ستونوں پر اٹھائی گئی تھی۔ یہ ستون شیشم کے تھے اور یہ لکڑی آفریقہ سے درآمد کی گئی تھی۔ ان ستونوں پر اوپر سے نیچے تک تانبا گڑھ دیا گیا تھا۔ تاریخ الفی میں لکھا ہے کہ "اس مندر کا ہر ستون طرح طرح کے نفیس جواہرات سے مرصع تھا، اور ہندوستان کے جن جن راجاؤں نے انھیں بنایا تھا ان کے نام سے منسوب تھا۔" نیا نکارہ کی تاریخ مجمع الانساب میں لکھا ہے کہ "پورا مندر تانبے کا بنایا گیا تھا اور اس کے تمام ستون اور دیواریں سونے کی تھیں۔۔۔" مندر کی چھت بہت اونچی تھی اور اس کی تیرہ منزلیں تھیں۔ چھت کے اوپر سونے کے چار گنبد تھے جو سورج کی روشنی میں جگمگاتے اور دور دور تک دکھائی دیتے تھے۔ مندر کے صحن کو بھی شیشم کے تختوں سے پاٹ دیا گیا تھا اور تختوں کے شگافوں میں سیسہ ڈالا گیا تھا۔ مندر کا اندرونی حصہ تاریک تھا لیکن ہر طرف سونے چاندی اور جواہرات کے شمع دانوں میں بے شمار شمعیں جلتی تھیں۔ مندر کے اطراف جو دروازے تھے ان پر بیش قیمت زربفت کے

پردے پڑے ہوئے تھے جو مندر کے مختلف عہدے داروں سے منسوب تھے۔

مندر کے درمیان سومناتھ کا لنگ نصب تھا۔ یہ لنگ پانچ ذرع اونچا تھا۔ دو ذرع زمین کے اندر اور تین ذرع زمین کے باہر۔ اس کی پوشاک بہت نفیس تھی۔ اس پر مختلف جانوروں کی شکلیں ہیرے موتی اور سونے چاندی سے بنائی گئی تھیں۔ اسی پوشاک کے ذریعے لنگ کو لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھا گیا تھا۔ شبانکارہ کی تاریخ مجمع الانساب میں لکھا ہے کہ "... یہاں ایک بت تھا جو پتھر کے اندر کھودا گیا تھا۔ اس کو سات پردوں کے اندر چھپا کر رکھا گیا تھا۔ بت بھی مرصع تھا اور پردے بھی مرصع تھے۔ شمعیں اور مشعلیں جلتی تھیں، اور عود و عنبر اور مشک و زعفران کی بو ہر طرف مہکتی رہتی تھی..." نہایت قیمتی جواہرات سے آراستہ ایک تاج لنگ کے سر پر چھت سے لٹکایا گیا تھا۔ مندر کے اطراف بہت سے دالان اور راستے تھے جو سب کے سب لنگ کے مقام پر جا کر ختم ہوتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر مندر کے خادموں اور محافظوں کے رہنے کے لئے مکان بنائے گئے تھے۔ یہ لوگ مندر کی زیارت کو آنے والوں کی رہبری کرتے تھے۔ سومناتھ کے مندر کے لئے کوئی دس ہزار (ایک قول کے مطابق دو ہزار) مشہور اور آباد گاؤں وقف تھے۔ مندر کے خزانوں میں بے شمار مال و دولت اور جواہرات جمع ہو گئے تھے۔ تقریباً ایک ہزار برہمن لنگ کے خاص خدمت گار تھے۔ کوئی تین ہزار (ایک قول کے مطابق دو ہزار) حجام زائرین کے سر کے بال اور داڑھی مونڈھنے پر مقرر تھے۔

سومناتھ کے مندر میں تین ہزار سازندے اور پانچ سو ناچنے گانے والیاں ناچنے گانے اور بجانے کی خدمت پر مامور تھیں۔ ان سب کا روزگار مندر کے اوقاف اور اس کی آمدنی سے چلتا تھا۔ مندر کے سامنے ایک بڑا گھنٹہ لٹکتا تھا۔ اس کی سونے کی زنجیر کا وزن ہی دو سو من تھا۔ اس گھنٹے کو عبادت کے وقت بجایا جاتا تھا۔ مندر کے

ایک کونے میں اس کا خزانہ رکھا گیا تھا جس میں طرح طرح کے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کی مورتیاں رکھی تھیں۔ گردیزی نے اپنی تاریخ زین الاخبار میں لکھا ہے کہ "... بتوں کے نیچے خزانہ تھا"، سومناتھ کے مندر کے اندر جو دولت جمع تھی، مورخوں نے اس کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ دینار لکھا ہے۔ مندر کے ایک کونے میں ایک چشمہ بھی تھا ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ یہ چشمہ بہشت سے نکلا ہے اور مفلوجوں اور پرانی بیماریوں کے مریضوں کو اس میں نہانے سے شفا ہوتی ہے

سومناتھ کے بت کے بارے میں ہندوؤں کے عقائد

سومناتھ کا مندر ہندوستان کے بہت بڑے اور بہت مشہور مندروں میں تھا۔ ہندوستان کے باشندے اس لنگ پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس لنگ کو خدائی صفات حاصل ہیں۔ چاہے نوجوان بخشے، چاہے تو ہلاک کرے۔ لوگوں کو زندگی کی لذتوں سے حصہ دینا اسی کا کام ہے۔ ہر طرح کے امراض سے شفا دے سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ روحیں جب بدن سے جدا ہوجاتی ہیں تو اس بت کے اطراف جمع ہوجاتی ہیں اور سومناتھ ان میں سے ہر ایک کو ایک نئے جسم میں جنم دیتا ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ سمندر کا مدوجزر اس بات کی علامت ہے کہ چاند اور سمندر دونوں اس بت کی پرستش کرتے ہیں۔

ہر سال خاص طور پر چاند گہن کے موقعے پر دور و نزدیک کے شہروں سے بے شمار لوگ سومناتھ کے مندر کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ چاند گہن کے موقعوں پر زائروں کی تعداد دو لاکھ سے بھی اوپر ہوتی تھی۔ شراون کے مہینے میں ایک دن لوگ سومناتھ کے نام پر برت رکھتے تھے۔ ہندوستان کے بہت سے راجے مہاراجے اس دیوتا کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ہر سال خود اس کی زیارت کے لئے آتے تھے اور بڑے بھاری چڑھاوے چڑھا کر جاتے تھے اور کبھی کبھی اپنی بیٹیوں کو سومناتھ کی خدمت کے لئے مندر کی داسی بھی بنا دیتے تھے۔ ہر روز ایک بڑے برتن میں دریائے گنگا کا مقدس پانی کوئی دو سو میل دور سے لایا جاتا تھا۔ گنگا جل لانے کے لئے خاص طور پر آدمی مقرر تھے۔

اس گنگاجل سے ہر روز سومناتھ کے لنگ کو غسل دیا جاتا تھا اور پھولوں کی ایک ٹوکری ہر روز لنگ پر چڑھانے کے لئے کشمیر سے آتی تھی۔

جیساکہ ہم اوپر کہہ آتے ہیں، سومناتھ کی شہرت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ آفریقہ اور چین کے بحری راستے پر واقع تھا۔ چین اور آفریقہ آنے جانے والے بہت سے تجارتی جہاز اس بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتے تھے۔ غالباً تاجر اور سیاح اس مندر کے بت کو دنیا کا محافظ اور نگہبان سمجھتے تھے۔ ہندوستان کے لوگ اس ملک کے تمام بتوں میں اس بت کو سب سے بڑا اور سب بتوں کا فرماں روا مانتے تھے۔ جب سلطان محمود نے ہندستان کے بعض شمال مغربی قلعوں کو فتح کر لیا اور وہاں کے بہت سے مندروں کو ویران کر دیا تو لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ چوں کہ سومناتھ ان بتوں سے خوش نہ تھا، اس لئے مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا۔

فارم ۱۷
دیکھو رول نمبر ۸
"برہان" دہلی

مقام اشاعت	ندوۃ المصنفین دہلی	قومیت	.. ..
نوعیت اشاعت	ماہانہ	پتہ	ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی
نام پرنٹر	مولوی محمد ظفر احمد خاں	نام اڈیٹر	مولانا سعید احمد ایم۔اے
قومیت	ہندوستانی	قومیت	ہندوستانی
پتہ	ندوۃ المصنفین جامع مسجد اُردو بازار دہلی	پتہ	ندوۃ المصنفین جامع مسجد اُردو بازار دہلی
نام پبلشر	" " " "	نام و پتہ مالک رسالہ	ندوۃ المصنفین دہلی

میں محمد ظفر احمد تصدیق کرتا ہوں کہ جو معلومات اوپر دی گئی ہیں وہ میرے علم و یقین میں صحیح ہیں۔